

النور المبين

سوالا جوابا

حالات مصنف

مصنف کا نام :محمد بن احمد بن محمد بن جزی الکلبی ہے
آپ کی کنیت :ابو القاسم ہے آپ غرناطہ کے رہنے والے ہیں
آپ کی ولادت : 493 عیسوی اور 693 سن ہجری ہے ،آپ نو عمری میں اپنے
شہر کی جامع مسجد میں خطیب مقرر ہوئے اور فقیہ حافظ تھے تدریس کیا
کرتے تھے اور کئی کتابیں بھی تحریر کی ہے
آپ کو درج ذیل فنون میں مہارت حاصل تھی

(1)عربی (2) اصول (3) قراءات (4) حدیث (5) ادب (6) تفسی

آپ نے درج ذیل اساتذہ سے تعلیم حاصل کی
(1) استاد ابو جعفر بن زبیر سے عربی ،فقہ ، حدیث،قرآن،کی تعظیم حاصل کی

(2) ابو عبداللہ بن کماذ(3) ابو عبداللہ بن رشید

(4) ابو القاسم قاسم بن عبداللہ بن شاط

آپ کے شاگردوں کے نام درج ذیل ہے

(1) لسان الدین بن خطیب

(2) محمد بن محمد انصاری المعروف ابن خشاب

(3) ابو عبداللہ شدید

آپکی کچھ تصانیف درج ذیل ہے

(1) تفسیر قرآن آلمانی

(2) التہسیل لعلوم التنزیل

(3) وسیلہ المسلم فی تہذیب صحیح مسلم

(4) القوانين الفقہیہ

(5) النور المبین

اس کے علاوہ دیگر کئی تصانیف ہیں

آپ کی وفات 741 ھ میں واقعہ طریف کے اندر آپکی شہادت ہوئی

مقدمہ

سوال: اس کتاب کے کتنے اور کون کون سے مقاصد ہیں؟ بیان کیجئے۔

جواب: اس کتاب کے تین مقاصد ہیں۔

(1) پہلا مقصد عقائد دین پر دلائل کو ذکر کرنا ہے۔ تاکہ اس میں نظر کرنے والا شخص تقلید سے علم یقین کی طرف ترقی کر سکے۔

(2) دوسرا مقصد ان تمام دلائل کا یا ان میں سے اکثر کا قرآن سے ماخوذ ہونا ہے کیونکہ قرآن ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کی بڑی حجت اور اس کی مضبوط رسی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ بیان ہو جائے کہ قرآن میں اولین و آخرین کا علم ہے

(3) تیسرا مقصد یہ ہے کہ ہم بنیادی مسائل پر اکتفا کریں کہ جن کو شریعت لے کر آئی اور جن کے بارے میں سلف صالحین نے کلام کیا اور ہم اعراض کریں ان سے کہ جو سلف کے بعد جنگ و جدال کے طریقوں میں سے آیا۔ اور ہم ان امور کے بارے میں کلام کو چھوڑ دیں کہ جن کے سبب فرقوں کے درمیان اقوال میں اختلاف پیدا ہوا تاکہ جو شخص اس کتاب کو حاصل کرے وہ سیدھے اور صاف راستے پر چلنے والا ہو اور قرآن سے دلیل پکڑنے والا ہو

سوال: یہ کتاب کتنے قواعد پر مشتمل ہے؟

جواب: یہ کتاب تین قواعد اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔

پہلے قاعدے میں الہیات کے بارے میں کلام ہے۔

دوسرے قاعدے میں انبیاء، ملائکہ، ائمہ یعنی خلفائے راشدین اور صحابہ کے بارے میں کلام ہے۔

تیسرے قاعدے میں اخروی زندگی کے بارے میں کلام ہے

اور خاتمے میں ان نفع بخش چیزوں کا بیان ہے جو کتاب کے مقصد کے مناسب ہیں

القاعدة الاولى
في الكلام في الالهيات
وفيها اربعة فصول

الفصل الاول فی اثبات وجود اللہ تعالیٰ

سوال نمبر: اللہ تعالیٰ کے وجود کے اثبات پر عقلی دلائل بیان فرمائیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے وجود کے اثبات پر بے شمار دلائل ہیں بیشک ہر چیز اسکی ذات کے اثبات وجود پر دلیل ہے اور اسکی ذات کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے۔

عقلی دلائل: (1) قولہ تعالیٰ (يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ) (البقرہ 21)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا (پارہ 1)

(2) قولہ تعالیٰ: (إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَاجْتِلاَفِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَع النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَخْبَا بِهَ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ) (سورة البقرہ آیت نمبر 164)

ترجمہ: بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی تبدیلی میں اور کشتی میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا پھر اس کے ساتھ مردہ زمین کو زندگی بخشی اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلانے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل جو آسمان اور زمین کے درمیان حکم کے پابند ہیں ان سب میں یقیناً عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

(3) قولہ تعالیٰ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ (20)

الروم پارہ 21

ترجمہ کنز العرفان: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر جیسی تم انسان ہو جو دنیا میں پھیلے ہوئے ہو۔

(4) قولہ تعالیٰ: أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهْدًا (6) وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا (7) وَخَلَقْنَاهُ أَرْوَاجًا (8) وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُباتًا (9) وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا (10) وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا (11) وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا (12) وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا (13) وَأَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا (14) لِنُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَنَبَاتًا (15) وَجَعَلْنَا أَلْفَافًا (16) (النبا) پارہ 30

ترجمہ کنز العرفان کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ بنایا؟ اور پہاڑوں کو میخیں۔ اور ہم نے تمہیں جوڑے پیدا کیا۔ اور تمہاری نیند کو آرام کا ذریعہ بنایا۔ اور رات کو ڈھانپ دینے والی بنایا۔ اور دن کو روزی کمانے کا وقت بنایا۔ اور تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے۔ اور ایک نہایت چمکتا چراغ (سورج) بنایا۔ اور بدلیوں سے زور دار پانی اتارا۔ تاکہ اس کے ذریعے اناج اور سبزہ نکالیں۔ اور گھنے باغات۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے وجود کے اثبات پر عقلی دلائل بیان فرمائیں؟

جواب: آسمان وزمین کی تخلیق، آسمان کی بلندی، اس میں چمکتے ہوئے ستارے، اس کا بغیر ستونوں کے قائم ہونا، سورج چاند، ستاروں کے ذریعے اس کی زینت سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ یونہی زمین اور اس کی وسعت، اس میں موجود پہاڑ، معدنیات، جواہرات، اس میں رواں سمندر، دریا، چشمے، اس سے اگنے والے درخت، سبزہ، پھل، پھول، نباتات، دن و رات کا آنا جانا، دن رات کا چھوٹا بڑا ہونا، سمندر میں بھاری بوجھ کے باوجود کشتیوں کا تیرنا، لوگوں کا اس میں سوار ہونا، سمندری عجائبات، ہواؤں کا چلنا، سمندر کے ذریعے مشرق و مغرب میں تجارت کرنا، سمندر سے بخارات کا اٹھ کر بارش کی صورت میں برسنہ، بارش سے خشک اور مردہ زمین کا سرسبز و شاداب ہو جانا، اس پانی اور اس کے ثمرات سے زندگی میں باغ و بہار آنا، زمین میں کروڑوں قسم کے حیوانات کا ہونا، ہواؤں کی گردش، ان کے خواص و عجائبات، یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت اور اس کی قدرت و وحدانیت پر عظیم دلیلیں ہیں۔ یہ سارا تو ایک قسم کا اجمالی بیان ہے۔ مذکورہ بالا چیزوں میں ہر ایک پر جداگانہ غور و فکر کریں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ایسے حیرت انگیز کوششے نظر آتے ہیں کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ کائنات میں انتہائی کثرت سے پائی جانے والی ہوا پر ہی غور کر لیں تو اس میں نجانے کتنی گیسیں، کتنی تاثیرات اور ضروریات انسانی کی کتنی بنیادی چیزیں ہیں۔ صرف یہی دیکھ لیں کہ اگر ہوانہ ہو تو تمام انسان دس منٹ کے اندر اندر مر جائیں، زمین کے اوپر اور ہوا میں پائے جانے والے جانوروں کی حیات ختم ہو جائے۔ یہ تو قدرت الہی کی ایک قسم کی صرف ایک تاثیر ہے جبکہ قدرت الہی کی کھربوں سے زائد قسموں میں ایک ایک چیز میں کروڑوں عجائبات ہیں۔ کسی زمانے میں آنکھ کو صرف دیکھنے کا ایک آلہ سمجھا جاتا تھا اور علمی ترقی کے ساتھ ساتھ آنکھ کے ایسے ایسے ظاہری و باطنی، جسمانی و روحانی عجائبات سامنے آرہے ہیں کہ اب صرف آنکھ سے متعلقہ علوم کی اقسام نہ جانے کتنی ہیں اور لاکھوں لوگ اس علم کے ماہر ہونے کے باوجود اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتے کہ ہم نے آنکھ سے متعلق ہر چیز کا علم حاصل کر لیا ہے۔

* اسی طرح بندہ اپنے قریب موجود اشیاء کو دیکھے بلکہ اپنے آپ کو ہی دیکھ لے کہ اس کی ذات میں کیسی عجیب بناوٹ ہے اسی طرح بدن انسان کی تخلیق کو دیکھے کہ وہ حقیر سے پانی سے پیدا ہوا ہڈیوں اور نسون کی ترکیب بھی عجیب ہے کہ ہر ایک کے فائدہ دینے کی خصوصیت مختلف ہے انسانی عقل کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ جانوروں سے جدا ہو جاتا ہے عقل کے سبب دو آنکھوں سے وہ دیکھتا ہے دو ہاتھوں سے پکڑتا ہے وغیرہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے وجود کے اثبات پر دلالت کرتی ہیں۔

سوال نمبر: عالم میں پائے جانے والے موجودات کے اثبات وجود الہی ہونے پر عقلی اور نقلی دلائل بیان فرمائیں؟
جواب: عالم میں انسان سے بڑے موجودات ہیں جیسکہ، آسمان، زمین اور ان کے علاوہ ان تمام میں عظیم تخلیق ہے اور نایاب حکمتیں ہیں جن کا عقل احاطہ نہیں کر سکتی۔

نقلی دلائل: قولہ تعالیٰ: ءَاتَمَّ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءِ بَنَاهَا (27) رَفَعَ سَمَكَهَا فَسَوَّيَهَا (28) وَاعْطَشَ لَيْلَهَا وَ أَخْرَجَ صُحُبَهَا (29) وَ الْأَرْضَ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا (30) أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَ مَرْعَاهَا (31) وَ الْجِبَالَ أَرْسَاهَا (32) مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِأَنْعَامِكُمْ (33) (النازعات پارہ 30)

ترجمہ کنز العرفان: کیا (تمہاری سمجھ کے مطابق) تمہارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا؟ اسے اللہ نے بنایا اس کی چھت اونچی کی پھر اسے ٹھیک کیا۔ اور اس کی رات کو تاریک کیا اور اس کے نور کو ظاہر کیا۔ اور اس کے بعد زمین پھیلائی۔ اس میں سے اس کا پانی اور اس کا چارہ نکالا۔ اور پہاڑوں کو جمایا۔ تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدہ کے لئے۔

قولہ تعالیٰ: لَخَلْقُ السَّمُوتِ وَ الْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَ لَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (57) غافر (پارہ 24)
ترجمہ: بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔
عقلی دلائل: ہر چھوٹی، بڑی، بے جان، زندہ چیز کو دیکھو ان میں لطیف حکمتیں اور تدبیر ظاہر ہونگی
ہر وہ چیز جسے تم سنو گے یا دیکھو گے تو وہ خود اس بات پر یقینی دلیل ہے کہ انکو بنانے والی ذات موجود ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت ہے۔

سوال: آپ نے کہا کہ تمام موجودات کو اللہ تبارک و تعالیٰ عدم سے وجود میں لایا، تو اس بات پر کیا دلیل ہے کہ تمام موجودات عدم سے وجود میں آئے ہیں، ہو سکتا ہے کہ وہ قدیم ہوں جو اب تحریر فرمائیے؟
جواب: اس کے دو جواب دیے گئے ہیں۔

(1) تمام موجودات کی صفات حرکات اور سکنت کے ساتھ تبدیل ہونے والی ہوتی ہیں اور ظاہر ہے کہ جو تبدیل ہو تو وہ قدیم نہیں ہو سکتا اور یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ پہلے نہ تھے بلکہ عدم سے وجود میں آئے ہیں۔
(2) ہر بندہ اپنی ذات کو جانتا ہے اور اپنے غیروں میں مشاہدہ کرتا ہے کہ وہ عدم سے وجود میں آئے اپنے والد سے پہلے وہ نہ تھا جیسے اللہ نے فرمایا: هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا (الدہر: 01) (پارہ 29)
ترجمہ: بیشک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ وہ کوئی ذکر کے قابل چیز نہ تھا اور فرمایا: وَقَدْ خَلَقْتَنكَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ شَيْئًا (مریم: 09) (پارہ 16) ترجمہ: اور میں نے تو اس سے پہلے تجھے پیدا کیا حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے۔
اسی طرح بندہ نباتات کا مشاہدہ کرے تو وہ بھی اپنی جڑ میں لگنے سے پہلے نہ تھے پھر وجود میں آئے جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ تَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ أُنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَیِّنٍ (الحج: 05) (پارہ 17)
ترجمہ: اور تو زمین کو مر جھایا ہوا دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر پانی اتارتے ہیں تو وہ (تروتازہ ہو کر) لہلہاتی ہے اور بڑھتی ہے اور وہ ہر قسم کا خوبصورت سبزہ اگاتی ہے۔

سوال: ہر متغیر چیز کے حادث ہونے پر کیا دلیل ہے؟

جواب: اس پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے بھی دلیل پکڑی۔ جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں ذکر فرمایا: فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَبًا قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْإِفْلِينَ (76) فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِعًا قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَيْسَ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ (77) فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسُ بَازِعَةً قَالَ هَذَا رَبِّي هَذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَقَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ (78)

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (79)

(سورة الانعام) (پارہ 7)

ترجمہ کنز العرفان: پھر جب ان پر رات کا اندھیرا چھایا تو ایک تارا دیکھا، فرمایا: کیا اسے میرا رب ٹھہراتے ہو؟ پھر جب وہ ڈوب گیا تو فرمایا: میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر جب چاند چمکتا دیکھا تو فرمایا: کیا اسے میرا رب کہتے ہو؟ پھر جب وہ ڈوب گیا تو فرمایا: اگر مجھے میرے رب نے ہدایت نہ دی ہوتی تو میں بھی گمراہ لوگوں میں سے ہوتا۔ پھر جب سورج کو چمکتا دیکھا تو فرمایا: کیا اسے میرا رب کہتے ہو؟ یہ تو ان سب سے بڑا ہے پھر جب وہ ڈوب گیا تو فرمایا: اے میری قوم! میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جنہیں تم (اللہ کا) شریک ٹھہراتے ہو۔ میں نے ہر باطل سے جدا ہو کر اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

تو جب آپ نے دیکھا کہ سورج چاند اور ستارے ڈوب گئے اور اپنی حالت سے تبدیل ہو گئے تو آپ نے تبدیلی کو حادث ہونے کی دلیل بنایا۔ اور عقلاً بھی اگر دیکھا جائے۔ تو جو چیز اپنی پچھلی حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہوتی ہے تو اس کی وہ دوسری حالت پہلے نہ تھی بعد میں آئی، یعنی عدم سے وجود میں آئی۔ اور جو چیز پہلے نہ تھی بعد میں آئے اسی کو حادث کہا جاتا ہے۔

لہذا ثابت پوا کہ ہر متغیر چیز حادث ہوگی۔

سوال: حضرت ابراہیم نے کہا (قال هذا ربی) تو آپ نے نبی ہو کر کس طرح ستارے کو اپنا رب کہا جواب عنایت فرمائیں؟

اس کے دو جواب دیے گئے ہیں:

(1) یہ بات آپ نے اپنے مکلف اور بالغ ہونے سے پہلے بچپن میں کہی تھی۔

(2) یا تو انہوں نے یہ بات کفار کے رد میں کہی تھی اپنی قوم کے قول کو نقل کرتے ہوئے، گویا کہ یہ فرمایا کہ یہ تمہارا قول ہے کہ یہ میرا رب ہے۔

سوال: آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ بننے والی چیزیں کسی بنانے والے کی طرف محتاج ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ خود بخود بن گئی ہوں دلائل تحریر فرمائیے؟

جواب: اس کے تین طرح جواب دیے گئے۔

(1) کسی بھی شے کا بذات خود بننا محال ہے کیونکہ بنانے والے کے وجود کا بنائی گئی چیز سے پہلے ہونا ضروری ہے اگر کوئی شے بذات خود ہی بن جائے گی تو خود ہی پر مقدم ہو جائے گی، اور تقدم الشی علی نفسہ (کسی چیز کا اپنی ذات پر مقدم ہونا) محال ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بھی اس کے بطلان پر دلیل ارشاد فرمائی:

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۖ (۳۵) (الطور: 35)۔

ترجمہ: کیا وہ کسی شے کے بغیر ہی پیدا کر دیئے گئے ہیں یا وہ خود ہی (اپنے) خالق ہیں (پارہ 28 سورہ الطور) اور بندہ اپنے آپ پر ہی خود غور کرے کہ اس کو اپنی ذات علم اپنے وجود سے پہلے نہیں تھا جب اس کو اپنا علم ہی نہیں تھا تو کیسے ممکن ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو بنانے والا ہو جائے، اسی طرف اللہ تبارک و تعالیٰ نے اشارہ فرمایا:

مَا أَشْهَدُهُمْ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنْفُسِهِمْ وَلَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَصَدًا (الکہف: 51) (پارہ 15)

ترجمہ: نہ میں نے انہیں آسمانوں اور زمین کو بناتے وقت حاضر رکھا تھا اور نہ خود ان کے بناتے وقت اور نہ میں گمراہ کرنے والوں کو مددگار بنانے والا ہوں۔

(2) چیزوں کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ جن کے بنانے پر انسان قادر ہے جیسا کہ کتاب عمارت وغیرہ دوسری وہ کہ جن کے بنانے پر انسان قادر نہیں جیسا کہ انسان کی صورت کو پانی سے بنانا۔ اسی طرح لکڑی سے پھل کو نکالنا، وغیرہ۔ یہ بات ظاہر ہے کہ پہلی قسم کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ہے۔ جب آپ کسی بھی کتاب کو دیکھتے ہیں تو آپ جان لیتے ہیں کہ یہ کسی کے بنائے بغیر نہیں بنی تو اسی طرح دوسری قسم کہ جس پہ انسان قادر نہیں ہے وہ تو بدرجہ اولیٰ کسی بنانے والے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس میں تو حکمت کے کئے آثار بہت زیادہ ظاہر ہیں جیسے اللہ ارشاد فرماتا ہے:

مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَوتٍ فَإِذْ جَعَلَ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ (۳) ثُمَّ أَرْجَعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْتَظِرُ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ (۴) (الملک: 4، 3) (پارہ 29)

ترجمہ: تو رحمن کے بنانے میں کوئی فرق نہیں دیکھے گا پس تو نگاہ اٹھا کر دیکھ، کیا تجھے کوئی سوراخ نظر آتا ہے؟ پھر دوبارہ نگاہ اٹھا کر دیکھ، نگاہ تیری طرف ناکام ہو کر تھکی ماندی پلٹ آئے گی۔

اور فرماتا ہے: أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ (ق: 6) (پارہ 26)

ترجمہ: تو کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہ دیکھا ہم نے اسے کیسے بنایا اور سجایا اور اس میں کہیں کوئی شکاف نہیں (3) عقل عالم کے وجود کو بھی جائز قرار دے گی اور عالم کے عدم کو بھی جائز قرار دے گی۔ تو اس کے موجود ہونے پر ضروری ہے کہ کوئی چیز دلالت کرے، جو اس کے وجود کو ترجیح دے اور ظاہر ہے وہ چیز وہ خود نہیں ہو سکتی بلکہ وہ ذات اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہی ہے جیسا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا: وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ (القصص: 68) (پارہ 20)

ترجمہ: اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور (جو چاہتا ہے) پسند کرتا ہے۔ ان (مشرکوں) کا کچھ اختیار نہیں۔ اللہ ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

سوال: اس بات پر کیا دلیل ہے کہ تمام موجودات کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے؟

جواب: اللہ کے علاوہ کوئی بھی ان مخلوقات کو پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے کیونکہ دنیا میں جو بھی موجود چیز ہے یا تو وہ زندہ عاقل ہے جیسا کہ (انسان) یا زندہ غیر عاقل ہے جیسا کہ (جانور) یا بے جان ہے جیسا کہ (زمین، آسمان وغیرہ) تو لہذا اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان، پانی سے انسان کی صورت بنانے اور درخت سے پھل نکالنے پر قادر نہیں ہے تو جب انسان جو کے اشرف المخلوقات ہے وہ اس بات پر قادر نہیں ہے تو جانور جو کہ کم تر مخلوق ہے تو وہ تو بدرجہ اولیٰ قادر نہیں ہوگا۔ پھر جب جانور اس پر قادر نہیں ہے تو بے جان تو بدرجہ اولیٰ قادر نہیں ہوگا۔ تو ثابت ہوا کہ تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والا اسی کی جنس سے نہیں ہوتا بلکہ اس کے علاوہ ہوتا ہے بلکہ اس سے بہت بڑا ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر تمام انسان، مخلوقات میں سب سے چھوٹی سی چیز مثلاً (چیونٹی) کو پیدا کرنے کا ارادہ کر لے تو وہ اسکو بھی نہیں بنا سکتے تو جب وہ چھوٹی سی چیز کو پیدا کرنے سے عاجز ہے تو اس سے بڑی چیز کو پیدا کرنے سے تو بدرجہ اولیٰ عاجز ہو گئیں۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

إِنَّ إِلَٰهَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ ط (پارہ 17 سورہ حج)

ترجمہ: بیشک اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ ہرگز ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکیں گے اگرچہ سب اس کیلئے جمع ہو جائے۔

سوال: اس بات پر کیا دلیل ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اکیلے تمام مخلوق کو پیدا کیا قرآن سے دلائل بیان کرے؟

جواب: دلائل: اللہ تعالیٰ کا فرمان: أَفَرَأَيْتُمْ مَا تُمْنُونَ ۖ ط (۵۸) ترجمہ: تو بھلا دیکھو تو وہ منیٰ جو تم گراتے ہو۔

عَالِمٌ خَلْقُوْنَ اَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ (۵۹) ترجمہ: کیا تم اسے آدمی بناتے ہو یا ہم ہی بنانے والے ہیں۔

سے (فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ) (74) تک ترجمہ: تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بیان کو۔

(پارہ 27 سورہ واقعہ)

اللَّهُ خَبِيرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ۖ ط (۵۹) ترجمہ: کیا اللہ بہتر ہے یا ان کے خود ساختہ شریک؟ (پارہ 19 سورہ نمل)

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ ترجمہ: یا وہ بہتر ہے جس نے آسمان و زمین بنائے۔

سے قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۖ ط (۶۴) تک۔ ترجمہ: تم فرماؤ: اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔ (پارہ 20 سورہ نمل)

وَلَيْنِ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ۔ ترجمہ: تم ان سے پوچھو کہ آسمان اور

زمین کس نے بنائے اور سورج اور چاند کو کس نے کام میں لگایا تو ضرور کہیں گے اللہ نے (پارہ 21 سورہ العنکبوت)

سوال: اللہ پاک کے وجود کو ثابت کرنے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کی خبریں بیان کریں؟

جواب انبیاء کرام علیہم السلام کے ہاتھ سے وہ معجزات ظاہر ہوئے جس پر ایک عام انسان طاقت نہیں رکھتا۔ جیسا کہ چٹان سے اونٹنی کو نکالنا، مردہ کو زندہ کرنا، اور چاند کے دو ٹکڑے کر دینا، اور انگلیوں کے درمیان سے پانی کو جاری کر دینا، اور لاٹھی کو سانپ بنادینا، تو لہذا اس معبود پر ایمان لانا واجب ہو گیا جس معبود کی طرف انبیاء کرام نے مخلوق کو بلایا اور انبیاء کرام کی تصدیق کرنا بھی واجب ہو گئی۔ اس کے بعد پھر بعض لوگوں نے انبیاء کرام کی تصدیق کی۔ اور ان میں سے بعض نے جھٹلایا تو جنہوں نے جھٹلایا وہ ہلاک ہو گئے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَمِنْهُمْ مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُمْ مَّنْ أَغْرَقْنَا۔ ترجمہ: تو ان میں کسی پر ہم نے پتھر اور بھیجا اور ان میں کسی کو خوفناک آواز نے پکڑ لیا اور ان میں کسی کو زمین میں دھنسا دیا اور ان میں کسی کو ڈبو دیا (پارہ 20 سورہ العنکبوت)

اور انبیاء کرام علیہم السلام اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی وہ نجات پا گئے جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان:

ثُمَّ نَتَجَّى رُسُلَنَا وَ الَّذِينَ آمَنُوا۔ (پارہ 11 سورہ یونس) ترجمہ: پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں گے انبیاء کرام نے جبر کی طرف مخلوق کو بلایا اس کی صحت پر یہ آیت مبارکہ دلالت کرتی ہے: فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَ عَادٌ وَ ثَمُودُ (۴۲) وَ قَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَ قَوْمُ لُوطٍ (۴۳) وَ أَصْحَابُ مَدْيَنَ وَ كَذَّبَ مُوسَى فَأَمَلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتَهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ (۴۴) (پارہ 17 سورہ حج)

ترجمہ: تو بیشک ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود تکذیب کر چکے ہیں۔ اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم۔ اور مدین والے اور موسیٰ کی تکذیب کی گئی تو میں نے کافروں کو ڈھیل دی پھر انہیں پکڑا تو میرا عذاب کیسا ہوا؟ اللہ کے وجود کے ثابت کرنے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کی خبروں کے صحیح ہونے پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ جب جادو گروں نے موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھا تو فرعون کے جادوگر اللہ پر ایمان لے آئیں۔ سوال: جو انبیاء کرام علیہم السلام کی خبریں کو مانتے ہیں ان پر تو یہ (انبیاء کرام علیہم السلام کی خبریں) حجت ہوگی لیکن جو شریعت کا انکار کرتے ہو ان کے خلاف یہ کیسے حجت ہوگی؟

جواب: انبیاء کرام کے معجزات اور جنہوں نے ان کے معجزات کو جھٹلایا ان کا ہلاک ہونا۔ یہ بات شریعت سے اور شریعت کی علاوہ سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ جو بڑے معاملات و واقعات ہے وہ کسی پر مخفی نہیں۔ اور اللہ پاک نے ان معاملات اور واقعات کو قرآن میں بھی ذکر کیا اور ان کے علاوہ دیگر آسمانی کتابوں میں بھی ذکر کیا اور اس کو اہل کتاب، حکماء، مؤرخین، شعراء، اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں نے بھی بیان کیا ہے۔۔ تو پتا چلا جو شریعت کا انکار کرتا ہو وہ مورخین اور شعراء کے ذریعے بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی خبروں کے سچے ہونے کو پہچان سکتا ہے اور یہ

اس کے خلاف حجت ہوگی اور ان کے آثار بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے: قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ (۱۱) (پارہ 7 سورہ انعام)

ترجمہ: تم فرما دو: زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا

وَعَادًا وَنُمُودًا وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسْكِنِهِمْ- (30) (پارہ 20 سورہ العنکبوت)

ترجمہ: اور (ہم نے) عاد اور ثمود کو (ہلاک کیا) اور ان کی رہائش کے مقامات تمہارے لئے ظاہر ہو چکے

وَلَقَدْ آتَيْنَا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أَمْطَرْتُ مَطَرُ السَّوْءِ أَقْلَمَ يَكُونُوا يَرُودُهَا- (40) (پارہ 19 سورہ الفرقان)

ترجمہ: اور بیشک یہ اس بستی پر ہو آئے ہیں جس پر بری بارش کی گئی تو کیا یہ اس بستی کو نہیں دیکھتے تھے

سوال: اللہ پاک کے وجود کو فطرت سلیمہ سے ثابت کریں؟

جواب: فکر بد بھی اللہ کے وجود پر دلالت کرتی ہے کیونکہ ہر انسان اپنے آپ کو کسی کا محتاج پاتا ہے کہ میں کسی کا بندہ ہوں اور وہ محسوس کرتا ہے کہ میں رب کے قہر کے تحت ہوں تو وہ پھر یقینی طور پر یہ بات جان لیتا ہے کہ اتنی بڑی سلطنت کے لیے ضرور کوئی بڑا بادشاہ ہے اور وہ اللہ پاک ہے۔

فَاقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (30) (پارہ 21 سورہ الروم)

ترجمہ: تو ہر باطل سے الگ ہو کر اپنا چہرہ اللہ کی اطاعت کیلئے سیدھا رکھو۔ (یہ) اللہ کی پیدا کی ہوئی فطرت (ہے) جس پر

اس نے لوگوں کو پیدا کیا

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے

وَ إِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ أَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ (172) (پارہ 9 سورہ الاعراف)

ترجمہ: اور اے محبوب! یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ بنایا (اور فرمایا) کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سب نے کہا کیوں نہیں

اور اگر انسان کشادگی کی حالت میں اللہ سے غافل ہو بھی جائے تو تنگدستی کے حالت ضرور اللہ کی طرف لوٹ کر آتا

ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ (33) (پارہ 21 سورہ الروم)

ترجمہ: اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے پکارتے ہیں

قُلْ مَنْ يُتَجَبَّرُ مِنَ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوهُ نَصْرًا وَ خُفْيَةً (63) - (پارہ 7 سورہ الانعام)

ترجمہ: تم فرماؤ، وہ کون ہے جو تمہیں خشکی اور سمندر کی ہولناکیوں سے نجات دیتا ہے؟ تم اسے گڑ گڑا کر اور پوشیدہ

طور پر پکارتے ہو۔

الفصل الثانی فی التوحید

سوال نمبر: توحید کا معنی بیان کریں؟

جواب: اللہ عزوجل ایک ہی معبود ہے اسکے علاوہ کوئی معبود نہیں اور کوئی اسکا شریک نہیں اسکی کوئی اولاد نہیں اور

اسکے والدین و بیوی بھی نہیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (1) اللَّهُ الصَّمَدُ (2) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (3) وَ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ (4) (اخلاص)

ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ: وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنم دیا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور

کوئی اس کے برابر نہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر عقلی دلائل بیان فرمائیں؟

جواب: قولہ تعالیٰ: وَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَ هُمْ يُخْلَقُونَ (3) (پارہ 18 سورہ الفرقان)

ترجمہ: اور لوگوں نے اس کے سوا بہت سے معبود بنائے جو کسی شے کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود انہیں بنایا جاتا ہے

قولہ تعالیٰ: قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَوَاتِ (40) (پارہ

22 سورہ فاطر)

ترجمہ: تم فرماؤ: بھلا اپنے وہ شریک تو بتلاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے کونسا

حصہ بنایا ہے یا آسمانوں میں ان کی کوئی شرکت ہے

قولہ تعالیٰ: هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ (11) (پارہ 22 سورہ لقمان)

ترجمہ: یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے تو (اے مشرک!) تم مجھے کوئی ایسی چیز دکھاؤ جو اللہ کے سوا اوروں نے بنائی ہو

سوال: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر عقلی دلائل بیان فرمائیں؟

جواب: اس پر دلائل چار طریقوں سے ہیں۔

(1) ہر چیز کو ایک ذات نے پیدا کیا کیونکہ ایک ہی کام دو فاعلون سے نہیں ہو سکتا تو ثابت ہوا کہ انکو بنانے والی ذات

ایک ہی ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

(2) اے کافرو! صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی بجائے جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو اور تم انہیں اپنا معبود

کہتے ہو یہ بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ کے مملوک اور مخلوق ہیں جس طرح تم ہو اور اللہ تعالیٰ کے مملوک و مخلوق کسی طرح

پوچھے جانے کے قابل نہیں، اس کے باوجود بھی اگر تم انہیں اپنا معبود کہتے ہو تو تم نفع پہچانے اور نقصان دور کرنے

کے سلسلے میں انہیں پکارو، پھر اگر تم اپنے گمان کے مطابق سچے ہو کہ یہ اس چیز کی قدرت رکھتے ہیں جس سے تم عاجز

ہو تو ان بتوں کو چاہیے کہ وہ تمہیں جواب دیں

(3) اگر ہم دو معبود فرض کریں تو ایک معبود چاہے گا کہ یہ شخص مردہ ہو اور دوسرا معبود چاہے گا کہ یہ شخص زندہ ہو، یا ایک معبود چاہے گا کہ یہ جسم حرکت کرے اور دوسرا چاہے گا کہ یہ جسم حرکت نہ کرے تو یہ صورت تین حال سے خالی نہیں ہوگی

* دونوں کا ارادہ نافذ ہو گا یہ محال ہے کیونکہ ایک ہی شخص زندہ و مردہ نہیں ہو سکتا
 * دونوں میں سے کسی کا ارادہ نافذ نہیں ہو گا تو اس صورت میں ان دونوں کا عاجز ہونا لازم آئے گا یہ بھی محال ہے
 کیونکہ ایک یا تو زندہ ہو گا یا مردہ

* دونوں میں سے کسی ایک کا ارادہ نافذ ہو گا تو جس کا ارادہ نافذ ہو گا وہ معبود کہلائے گا اور دوسرا معبود نہیں کہلائے گا
 لہذا ثابت ہوا کہ معبود حقیقی ایک ہی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے
 (4) اگر ہم دو معبود فرض کریں ہر ایک اپنی مخلوق کے ساتھ دوسرے سے علیحدہ ہو گا ہر ایک کی مخلوق دوسرے کی مخلوق سے جدا ہوگی حالانکہ ہم تو تمام مخلوق کو ایک دوسرے سے ملا ہوا دیکھتے ہیں اور یہ تمام جاری ہیں تدبیر پر اور پختہ تقدیر پر یہ تمام اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ انکا مالک ایک ہی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے
 سوال: نصرانیوں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عقائد بیان کریں؟

جواب: بعض نے کہا کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں (معاذ اللہ) جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو بیان فرمایا:

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا (پارہ 1 سورہ البقرہ: 116)

ترجمہ: اور مشرکوں نے کہا: اللہ نے اپنے لئے اولاد بنا رکھی ہے۔

بعض نے کہا کہ حضرت عیسیٰ ہی اللہ ہیں (معاذ اللہ) جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو بیان فرمایا:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ (پارہ 6 سورہ المائدہ: 17)

ترجمہ: بیشک وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ اللہ ہی مسیح بن مریم ہے۔

بعض نے کہا کہ حضرت عیسیٰ تین خداؤں میں سے تیسرے ہیں (معاذ اللہ) جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو بیان فرمایا:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثُ ثُلُثٍ (پارہ 6 سورہ المائدہ: 73)

ترجمہ: بیشک وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا: بیشک اللہ تین (معبودوں) میں سے تیسرا ہے

سوال: نصرانیوں کے قول (عیسیٰ ولد اللہ) کے بطلان پر دلائل پیش کریں؟

جواب: عیسائی کہتے ہیں کہ بغیر والد کے کوئی انسان پیدا نہیں ہوا چونکہ حضرت عیسیٰ بغیر والد کے پیدا ہوئے تو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے بیٹے ہیں (معاذ اللہ)

اس کے بطلان پر چار طریقوں سے دلائل دیے گئے ہیں۔

(1) حضرت عیسیٰ کا بغیر والد کے پیدا ہونا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ حضرت عیسیٰ اللہ تبارک و تعالیٰ کے بیٹے ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ تو صرف بغیر باپ کے پیدا ہوئے جبکہ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کیے گئے تو جب عیسائی انہیں (آدم علیہ السلام کو) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق اور بندہ مانتے ہیں تو حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق و بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے؟، لہذا جیسے حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بغیر نطفہ کے پیدا ہوئے ایسے ہی حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ پیدا ہوئے تو جب حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ خدا کے بیٹے نہیں ہیں تو حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں؟ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ مَثَلَ عِيسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقْنٰهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ کُنْ فَيَکُوْنُ (پارہ 3 سورہ آل عمران: 59)

ترجمہ: بیشک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے جسے اللہ نے مٹی سے بنایا پھر اسے فرمایا: ”ہو جا“ تو وہ فوراً ہو گیا

(2) اولاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ والد کی جنس سے ہو اور زوجہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ زوج کی قسم سے ہو اللہ تبارک و تعالیٰ کی مثل تو کائنات میں کوئی شے ہی نہیں تو پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے اولاد یا زوجہ ماننا سراسر باطل ہوا۔

(3) زوجہ اور اولاد کی طرف بندہ محتاج ہوتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ تو غنی ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں۔ لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے اولاد اور زوجہ نہیں ہو سکتی۔ یہی اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرمان کا معنی ہے:

قَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ ۚ هُوَ الْغَنِيُّ ۚ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ (پارہ 11 سورہ یونس: 68)

ترجمہ: (کافروں نے) کہا: اللہ نے اپنے لیے اولاد بنا رکھی ہے۔ وہ پاک ہے، وہی بے نیاز ہے، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ کے سوا ہر موجود چیز کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے پیدا فرمایا، تو حضرت عیسیٰ بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی مخلوق اور اس کے بندے ہوئے اور جو کسی کا بندہ ہوتا ہے وہ اس کی اولاد نہیں ہوتا اور جو اولاد ہو وہ اس کا بندہ نہیں ہوتا کیونکہ بندہ ہونا اور اولاد ہونا دونوں جمع ہو ہی نہیں سکتے نیز کوئی اپنی اولاد کا مالک نہیں ہوتا جبکہ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کا مالک ہے اور جو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہے تو وہ اس کی اولاد ہر گز نہیں ہو سکتا۔

تبھی اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا:

وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّٰمِنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا (پارہ 16 سورہ مریم 92) ترجمہ: اور رَحْمٰن کے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے۔

لَنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمُوتِ وَ الْأَرْضِ إِلَّا إِنِّي الرَّحْمَنُ عَبْدًا ۖ (پارہ 16 سورہ مریم 93)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب رحمن کے حضور بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔

سوال: عیسائیوں کے قول کہ "حضرت عیسیٰ ہی اللہ ہیں" اس کے بطلان پر دلائل پیش کیجئے۔

جواب: اس پر بھی چار طریقوں سے دلائل دیے گئے ہیں۔

(1) حضرت عیسیٰ اللہ نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ تو خود اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔

(2) حضرت عیسیٰ کھاتے پیتے، آپ پر دیگر امور بشریہ طاری ہوتے اور یہ چیزیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے جائز نہیں۔

لہذا حضرت عیسیٰ اللہ نہیں ہو سکتے۔

(3) عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو سولی پر چڑھایا گیا اور قتل کیا گیا معاذ اللہ۔ اگر اسی عقیدے کے مطابق

دیکھا جائے تو تب بھی حضرت عیسیٰ اللہ نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو موت نہیں وہ تو ہمیشہ سے زندہ ہے

اور زندہ رہے گا۔

(4) اللہ کے لیے جائز نہیں کہ وہ چھوٹا ہو پھر بڑا ہو حالانکہ حضرت عیسیٰ پہلے چھوٹے تھے پھر بڑے ہوئے لہذا آپ اللہ

نہیں ہو سکتے۔

سوال: بعض عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت جبرئیل دو خدا ہیں اور تیسرا خدا اللہ تبارک و تعالیٰ ہے

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، اور حضرت مریم اللہ کی زوجہ ہیں معاذ اللہ ان کے اس قول کے بطلان پر دلائل پیش کیجئے۔

جواب: خدا صرف اللہ ہی ہے۔ حضرت عیسیٰ خدا نہیں ہو سکتے اور نہ ہی حضرت مریم اللہ کی زوجہ ہیں۔

(1) کیونکہ وہ دونوں تو خود اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے، اس کے لیے نمازیں اور روزے رکھا کرتے

تھے۔ اگر یہ خود معبود ہوتے تو یہ غیر خدا کی عبادت کیوں کر کرتے؟ خود حضرت عیسیٰ نے اس بات کا اعتراف کیا کہ

اللہ تبارک و تعالیٰ ان کا رب ہے۔ جیسے قرآن پاک میں آیات: قَالَ الْمَسِيحُ يٰٓبَنِي إِسْرَءِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّيَّ وَ رَبَّكُمْ (پارہ 6

سورہ المائدہ: 72)

ترجمہ: مسیح نے کہا: اے بنی اسرائیل! اللہ کی بندگی کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ اور یہ بات انجیل

میں بھی موجود ہے جو خود عیسائیوں کے ہاتھ میں ہے۔

(2) حضرت عیسیٰ پر امور بشریہ طاری ہوتے تھے جو کسی معبود پر جاری نہیں ہو سکتے۔ لہذا وہ خدا نہیں اور خدا ایک ہی

ہے۔

(3) اس کے علاوہ بھی جو دلائل توحید، ہم نے دو معبودوں کے وجود کے محال ہونے کے بارے میں پیچھے بیان کیے، وہ بھی اس کے دلائل بن سکتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تین خداؤں میں سے تیسرا نہیں بلکہ خدا صرف ایک ہی ہے اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔

سوال: بتوں کی عبادت کرنے کے رد پر دلائل بیان کرے؟

جواب: اس پر چار دلائل ہیں (1) یہ بت پیدا کیے گئے ہیں کیونکہ لوگوں نے خود یہ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہیں اور جن کو بنایا جائے وہ معبود نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے ابراہیم علیہ السلام نے ان لوگوں کی ملامت کی۔ اپنے اس قول کے ساتھ

قَالَ اتَّعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ (94-95: پارہ 23 سورہ الصفت)

ترجمہ: فرمایا: کیا تم ان کی عبادت کرتے ہو جنہیں خود تراشتے ہو؟ اور اللہ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا

(2) ان بتوں میں رب والی کوئی صفت بھی نہیں ہے جیسے زندہ ہونا، علم والا ہونا، قدرت والا ہونا، اور اس کے علاوہ دیگر صفات ربانہ بھی نہیں ہے۔ تو لہذا یہ کیسے معبود ہو سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا سے کہا۔

إِذْ قَالَ لِأَيُّهِ يَأْتِي لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا (42: پارہ 16 سورہ مریم)

ترجمہ: جب اپنے باپ سے فرمایا: اے میرے باپ! تم کیوں ایسے کی عبادت کر رہے ہو جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ تجھے کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے

اور اللہ پاک کا فرمان ہے: قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّيَّهِ أَوْ أَرَادَنِيَ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَتُ رَحْمَتِهِ (38: پارہ 24 سورہ الزمر)

ترجمہ: تم فرماؤ: بھلا بتاؤ کہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا وہ اس کی بھیجی ہوئی تکلیف کو ٹال دیں گے یا اگر اللہ مجھ پر مہربانی فرمانا چاہے تو کیا وہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں

(3) ان بتوں پر فناء اور ذلت طاری ہوتی ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے تاکہ ان بتوں کی پوجا کرنے والوں کے خلاف حجت قائم ہو جائے اور جب مکہ فتح ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے۔ کعبہ کے ارد گرد رسیوں سے بت بندھے ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ایک لاثی تھی تو آپ اس لاثی سے

بتوں کی طرف اشارہ کرتے جاتے اور فرماتے (حق آیا اور باطل گیا بیشک باطل تو ہے ہی جانے والا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس بت کے چہرہ کی طرف اشارہ کرتے تو وہ گدی کے بل گرجاتا اور جس بت کے گدی کی طرف اشارہ کرتے تو وہ منہ کے بل گرجاتا یہاں تک کوئی بھی بت باقی نہ بچا ۔

(4) گزشتہ توحید کے دلائل ۔

سوال: مجوسیوں کا دعویٰ اور ان کے رد پر دلائل بیان کریں ؟

جواب: مجوسیوں کا دعویٰ یہ ہے کہ بھلائی نور سے ہے اور برائی ظلمت سے ہے مجوسیوں نے صرف دعویٰ کیا ہے اس پر کوئی دلیل نہیں دی۔

رد پر دلائل:

(01) گزشتہ توحید کے دلائل

(2) سورج، چاند، ستارے، روشنی، اندھیرا وغیرہ میں حدوث کے دلائل ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ان چیزوں کے ڈھلنے، تبدیل ہونے، حادث ہونے، محتاج ہونے، سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معبود نہیں ہے کیونکہ معبود ان چیزوں سے متصف نہی ہوتا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ (1: پارہ 7 سورہ انعام)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور اندھیروں اور نور کو پیدا کیا پھر (کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ (37: پارہ 24 سورہ حم السجدہ)

ترجمہ: نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

سوال: طبیعت کی تعریف اور طبیعت کی تاثیر کے قائل کے خلاف رد بیان کریں؟)

جواب: طبیعت کی تعریف:

جسم کے اندر قائم وہ خصوصیت جو جسم میں حلول

کیے ہوئے ہو۔

دلائل: (1) جب طبیعت حیات، قدرت، ارادہ کے ساتھ متصف نہیں ہوسکتی تو یہ بات کیسے درست ہوسکتی ہے کہ کاموں کی نسبت، طبیعت کی طرف کی جائے۔

(2) اشیاء کا تبدیل ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ طبیعت غیر مؤثر ہے کیونکہ اس سے صرف ایک قسم ہی صادر ہوتی ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَخَرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا (27: پارہ 22 سورہ فاطر)

ترجمہ: کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے مختلف رنگوں والے پھل نکالے

يُسْقَى بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفِّلُ بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأَكْلِ (4: پارہ 13 سورہ الرعد)

ترجمہ: ایک ہی پانی دیا جاتا ہے اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر بناتے ہیں

الفصل الثالث فی اثبات صفات اللہ تعالیٰ

سوال : اللہ پاک کی صفات بیان کریں؟

جواب: اللہ پاک کی صفات: اللہ پاک کا زندہ ہونا (ایسا زندہ ہے جسکو کبھی موت نہیں آئے گی) اول ہونا (ایسا اول ہے کہ ہر چیز سے پہلے ہے) آخر ہونا (ایسا آخر ہے کہ ہر چیز کے فناء ہونے کے بعد بھی وہ باقی رہے گا) علم والا ہونا (ایسا علم والا ہے کہ ہر چیز کو جانتا ہے چاہے وہ چیز ظاہر ہو یا پوشیدہ ہو۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ (5: پارہ 3 سورہ آل عمران)

ترجمہ: بیشک اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں، نہ زمین میں اور نہ ہی آسمان میں

فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ (107: ہود)

ترجمہ: ہمیشہ جو چاہے کرنے والا ہے

اور بادشاہ ہونا (ایسا بادشاہ ہے کہ اس کے فیصلے اسکی قدرت اور اس کے چاہت کے بغیر کوئی بھی چیز جاری نہیں ہو سکتی۔ وہ جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔) قدرت والا ہونا (ایسا قدرت والا ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے) کلام کرنے والا ہونا (سننے والا ہونا) (دیکھنے والا ہونا) (ایسا دیکھنے اور سننے والا ہے کہ وہ ہر ہر چیز کو دیکھتا اور سنتا ہے

سوال: اللہ پاک کی صفات کے ثبوت پر دلائل بیان کریں؟

جواب : دلائل: (01) اللہ پاک کی صفات، صفات کمال و جلال ہے اور ان صفات کے اضداد صفات نقص ہے جیسا کہ جاہل ہونا اور عاجز ہونا اور اللہ پاک نقائص سے پاک ہے تو لہذا اللہ پاک کے صفات کو ان صفات کی ضدوں کے ساتھ لانا واجب ہیں

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ (62: پارہ 14 سورہ النحل)

ترجمہ: اور اللہ کے لیے وہ ٹھہراتے ہیں جو خود (ناپسند کرتے ہیں

اور ہر وہ صفت جسکو بندہ اپنے لیے ناپسند کرتا ہے تو اللہ ان صفات سے پاک ہے بلکہ اللہ پاک کو اعلیٰ صفات سے متصف کیا جائے گا۔

(02) یہ صفات قرآن و حدیث میں آئی ہے تو لہذا ان پر ایمان رکھنا واجب ہے

اللہ پاک نے اپنی صفت حیات کے بارے میں ارشاد فرمایا: وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ (58: پارہ 19 سورہ الفرقان)

ترجمہ: اور اس زندہ پر بھروسہ کرو جو کبھی نہ مرے گا

اور اپنی صفت علم کے بارے میں ارشاد فرمایا

وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (282: پارہ 3 سورہ البقرہ)

ترجمہ: اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

اور صفت ارادت کے بارے میں فرمایا

إِنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ (107: 12 سورہ ہود)

ترجمہ: بیشک تمہارا رب جو چاہتا ہے وہی کرنے والا ہے (پارہ

اور صفت قدرت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (284: پارہ 3 سورہ البقرہ)

ترجمہ: اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور صفت کلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا (164: پارہ 6 سورہ النساء)

ترجمہ: اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا۔

اور صفت سماعت و بصارت کے بارے میں ارشاد فرمایا: إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ (75:

پارہ 17 سورہ الحج)

ترجمہ: بیشک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے

(03) ہر صفت پر اسکی دلیل سے استدلال کرنا۔

اللہ پاک کی بنائی ہوئی اشیاء میں عجیب و غریب حکمتیں ہیں اور اللہ پاک کی مخلوقات پختہ مخلوقات ہیں جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ (7: پارہ 21 سورہ السجدہ)

ترجمہ: وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی

اللہ پاک کا مخلوقات میں تصرف کرنا اور اپنی سلطنت میں تدبیر کرنا اور زمین و آسمان کی حفاظت کرنا اللہ پاک کے حیات ہونے پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا (الْحَيُّ الْقَيُّومُ) اور الْقَيُّومُ کا معنی ہے۔ ہر چیز پر قدرت رکھنے اور احاطہ کرنے کے اعتبار سے قائم ذات۔

اور اسکا کسی چیز کو بنانا اسکی قدرت پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے اس پر تنبیہ کی ہے

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۚ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا (54: پارہ 19 سورہ الفرقان)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آدمی کو پانی سے بنایا پھر اس کے (نسلی) رشتے اور سسرالی رشتے بنادیے اور تمہارا رب بڑی قدرت والا ہے: لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ ۖ يُخَيِّ وَيُمِيتُ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (2: پارہ 27 سورہ الحديد)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کی سلطنت سب اسی کے لیے ہے، وہ زندگی اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور اللہ پاک کا مخلوق کو پختہ کرنا اس کے علم و بصارت پر دلالت کرتا ہے
أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ (14: پارہ 29 سورہ الملک)

ترجمہ: کیا جس نے پیدا کیا وہ نہیں جانتا

اللہ پاک کا مخلوقات کو انکی شکلوں اور زمانے کے ذریعے خاص کرنا اس کے ارادہ پر دلالت کرتا ہے

يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَآثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ (49: پارہ 25 سورہ الشوری)

ترجمہ: جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ (68: پارہ 20 سورہ القصص)

ترجمہ: اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے (پسند کرتا ہے)

اللہ پاک کا کتابوں کو نازل کرنا، کسی چیز کا حکم دینا اور کسی چیز سے منع کرنا اس کے کلام پر دلالت کرتا ہے: فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلِمَ اللَّهِ (6: پارہ 10 سورہ التوبہ)

ترجمہ: تو اسے پناہ دو حَتَّىٰ کہ وہ اللہ کا کلام سنے

اللہ پاک کا دعا کو قبول کرنا اسکی سماعت پر دلالت کرتا ہے: أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ (62: پارہ 20 سورہ النمل)

ترجمہ: یا وہ بہتر جو مجبور کی فریاد سنتا ہے جب وہ اسے پکارے

مسئلہ:

وہ تمام اچھے نام و بلند صفات اللہ ہی کے لیے ہیں جسکو اللہ پاک نے خود بیان کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا (180:الاعراف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا) اللہ پاک کے ننانوے نام ہیں جس نے ان کو یاد کیا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا

الفصل الرابع فی تنزیہ اللہ تعالیٰ

سؤال: سبحان اللہ کا معنی بیان کریں؟

جواب: اللہ عزوجل پاک ہے اسکے لئے عظمت و جلال ہے اور کمال مطلق ہے جس سے وہ ہر عیب سے پاک ہے اور ہر نقص سے بری ہے

سؤال: عجز، قصور، غفلت، سونا، خطا، نسیان اللہ عزوجل کے ان تمام چیزوں سے پاک ہونے پر نقلی دلائل تحریر فرمائیں؟

جواب: نقلی دلائل: مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا (۴۴) (پارہ 22 سورہ فاطر)

ترجمہ: اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں کوئی شے اسے عاجز کر سکے۔ بیشک وہ علم والا، قدرت والا ہے۔
* وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ نَحْنُ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ (۳۸) (پارہ 26 سورہ ق)
ترجمہ: اور بیشک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا اور ہمیں کوئی تھکاوٹ نہ ہوئی۔

لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ (255) (پارہ 3 سورہ البقرہ)

ترجمہ: اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند

* لَا يَصِلُ رَبِّي وَلَا يَنْسَى (۵۲) (پارہ 16 سورہ طہ)

ترجمہ: میرا رب نہ بھٹکتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔

سؤال: لغوب کا معنی بیان کریں؟

جواب: لغوب کا معنی تھکاوٹ ہے

سؤال: تنبیہ اور نصیحت کی وضاحت تحریر کریں اس انداز سے کہ مفہوم واضح ہو جائے؟

جواب: قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں کئی ایسے الفاظ بھی آئے ہیں جنکے ظاہر سے تشبیہ کا وہم ہوتا ہے

قوله تعالى: الْكَرُّهُنَّ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى (5) (پارہ 16 سورہ طہ)

ترجمہ: وہ بڑا مہربان ہے، اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے

اور نزول کی احادیث اور اسکے علاوہ ان تمام سے تشبیہ کا وہم پیدا ہوتا ہے لہذا بندے پر واجب ہے کہ ان تمام پر بغیر تشبیہ بغیر تاویل کہ ایمان لائے اور انکا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سپرد کردے اور کہے میں ایمان لایا اس پر جو اللہ

عزوجل نے فرمایا اور اسکے آخری رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا اس معنی کے ساتھ ایمان لائے جو اللہ تعالیٰ اور اسکے آخری رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مراد لیا

یہی طریقہ سلامتی کی طرف لے جانے والا ہے اور اس طریقے سے متصف ہونے والوں کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تعریف فرمائی ہے: **وَالَّذِينَ يُقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ (7)** (پارہ 3 سورہ آل عمران)

ترجمہ: اور پختہ علم والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے، یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور عقل والے ہی نصیحت مانتے ہیں۔

اسی طریقے پر صحابہ کرام علیہم الرضوان تابعین ائمہ مسلمین امام شافعی امام احمد بن حنبل حضرت سفیان حضرت ابن مبارک اور انکے علاوہ وہ حضرات جتنکی پیروی واجب ہے اور انکے راستے کی اتباع واجب ہے ان تمام کا اس طریقے پر عمل ہے۔

القاعدة الثانية

فى الكلام فى الانبياء و الملائكة و

الائمة و الصحابة

وفىها اربعة فصول

الفصل الاول فى اثبات النبوات

سوال: انبيائے کرام علیہم السلام کا نبوت کے دعویٰ میں سچا ہونے پر کیا دلیل ہے؟

جواب: انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر جو معجزات ظاہر ہے وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے سچے ہونے پر دلیل ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ (الحديد: 25) (بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کو جو بھی نشانیاں عطا کی گئی وہ اسی کی مثل ہے جس پر ایک عام انسان ایمان لے آتا ہے۔

سوال: انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں بھیجنے کی کتنی اور کون کونسی حکمتیں ہیں؟

جواب: انبیاء کرام علیہ صلاۃ و سلام کو دنیا میں بھیجنے کی تین حکمتیں ہیں۔

(1) لوگوں کی عقل مختلف ہے اور لوگوں کے مذهب جدا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو اس لیے بھیجا تاکہ انبیاء کرام علیہم السلام اس چیز کو بیان کر دے جس میں لوگوں نے اختلاف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً۔ فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّنَ مُبَشِّرِينَ وَ مُنْذِرِينَ۔ وَ أَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ (البقرة: 213)

(تمام لوگ ایک دین پر تھے تو اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دیتے ہوئے اور ڈر سناتے ہوئے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان کے اختلافات میں فیصلہ کر دے)

(2) اللہ تبارک و تعالیٰ نے مخلوق کو اس لیے پیدا کیا تاکہ اللہ کی عبادت کریں اور ان کے لیے قانون بنائے یعنی امر و نہی تاکہ وہ اس پر ٹھہریں اور انبیاء کرام کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان واسطہ

بنایا تاکہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف عطا کردہ شریعت کو مخلوق تک پہنچا دیں اگر اللہ تبارک و تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کو نہیں بھیجتا تو ضرور مخلوق گمراہ ہو جاتی اور مخلوق نہیں جانتی کہ وہ کیسے اللہ کی عبادت کریں اور وہ (مخلوق) نہیں جانتی کہ وہ کیا کریں کیا چھوڑے۔ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَ مُنْذِرِينَ (الانعام: 48)

(اور ہم رسولوں کو اسی حال میں بھیجتے ہیں کہ وہ خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے ہوتے ہیں)

اور اسی وجہ سے اللہ پاک نے مخلوق پر رسولوں کی اطاعت کرنے کو واجب کر دیا۔ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ط (النساء: 64)

(اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے)

(3) اللہ پاک نے انبیاء کرام علیہم السلام کو اس لیے مبعوث فرمایا تاکہ لوگوں پر حجت قائم ہو جائے ان کے عذر ختم ہو جائے جسے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا (الاسراء: 15)

(اور ہم کسی کو عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کوئی رسول نہ بھیج دیں۔)

ایک اور ارشاد گرامی ہے (رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَ مُنْذِرِينَ لِنَاسٍ لِّئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا) (النساء: 165)

(ہم نے) رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے (بھیجے) تاکہ رسولوں (کو بھیجنے) کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کے لئے کوئی عذر (باقی) نہ رہے اور اللہ زبردست ہے، حکمت والا ہے

اسی وجہ سے اللہ پاک آخرت کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: **يَمْعَشِرَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمُ آيَاتِي وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا (الانعام: 130)**

اے جنوں اور آدمیوں کے گروہ! کیا تمہارے پاس تم میں سے وہ رسول
نہ آئے تھے جو تم پر میری آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں تمہارے آج
کے اس دن کی حاضری سے ڈراتے تھے؟

الفصل الثانی فی اثبات خاتم النبیین۔

سوال 01: اثبات خاتم النبیین علیہ السلام کی تمہید میں ذکر کئے گئے دعویٰ کو مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: پہلا دعویٰ: اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کو تمام جن و انس کی طرف مبعوث فرمایا۔

دلیل: (يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا) (الاعراف: 158)

ترجمہ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔

دوسرا دعویٰ: اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں پر پیارے آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے ہوئے دین اسلام میں داخل ہونا لازم قرار دیا۔

دلیل: (وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ) (آل عمران: 85)

ترجمہ: اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں سے ہے۔

تیسرا دعویٰ: اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم) کے دین اور آپ کی شریعت کے ذریعے تمام ادیان اور تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔

دلیل: (وَ لَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ) (الاحزاب: 40)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔

سوال 02: حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت و رسالت کے صحیح ہونے پر دلائل کو مصنف نے کتنی اور کون کونسی انواع میں بیان کیا؟

جواب: مصنف نے ان دلائل کو 5 انواع میں بیان کیا۔

(1) قرآن مجید سے استدلال کے ذریعے۔

(2) حضور کی ذات سے ظاہر ہونے والے واضح معجزات سے استدلال کے ذریعے۔

(3) حضور کے کثیر فضائل و مناقب سے استدلال کے ذریعے۔

(4) حضور کی تشریف آوری سے قبل ظاہر ہونے والی علامات سے استدلال کے ذریعے۔

(5) حضور کی تشریف آوری کے بعد ظاہر ہونے والی علامات سے استدلال کے ذریعے۔

سوال 03: حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کی صحت پر قرآن مجید سے استدلال کی مصنف نے کتنی اور کون کونسی صورتیں بیان کیں تحریر کیجیے۔

جواب: مصنف (علیہ الرحمة) نے قرآن سے استدلال کی کل 10 صورتیں بیان کیں۔

(1) قرآن مجید کا کثیر فصاحت و بلاغت کی وجہ سے دیگر کلاموں سے ممتاز ہونا (جس کا خود عرب بھی اعتراف کرتے ہیں) اور اس کے آیات کے آخر کا قافیہ اور خوبصورت انداز ترکیب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کلام اللہ ہے اور جس پر کلام اللہ اترے وہ نبی ہی ہوگا۔

نوٹ: بعض علماء نے فصاحت اور قافیہ کو الگ الگ صورت شمار کیا ہے۔

(2) حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مخلوق کو قرآن کی مثل لانے کا چیلنج کیا جیسے قرآن میں بیان فرمایا: وَ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ ۚ وَ ادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (البقرة: 23)

ترجمہ: اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے ان خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمائیوں کو بلالو اگر تم سچے ہو۔

تو اگرچہ وہ قرآن سے چیلنج کے بڑے دعویدار، اور اس کو جھٹلانے پر بہت حریص اور بہت فصیح و بلیغ بھی تھے مگر وہ ایسا کلام نہ لاسکے، ثابت ہوا قرآن ایسی کتاب ہے جس پر بشر قادر نہیں اور قادر بھی نہیں ہوگی جیسا کہ اللہ نے فرمادیا: قُلْ لَّئِنْ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ

عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ
ظَهِيرًا (الاسراء: 88)

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق
ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے
اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔
لہذا قرآن کلام اللہ ہے۔

(3) قرآن نے پچھلی امتوں اور انبیاء وغیرہ کی حکایات کی ایسی حکایات
بیان کیں جو بغیر وحی کے نہیں جانی جاسکتیں، تو پتہ چلا کہ قرآن
کلام اللہ ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ
مِنْ قَبْلِ هَٰذَا ۖ فَاصْبِرْ ۚ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ (ہود: 49)

ترجمہ کنز الایمان: یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمہاری طرف وحی
کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے پہلے تو صبر
کرو بیشک بھلا انجام پرہیزگاروں کا۔

(4) قرآن نے ایسی غیب کی خبریں دیں جو بعد میں اسی کے مطابق
واقع ہوئیں جیسے فرمایا: لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (التوبة: 33) (کہ اسے سب
دینوں پر غالب کرے)۔ اور فرمایا: لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ (الفتح: 27) (بے
شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے)

اسی طرح قرآن نے لوگوں کی پوشیدہ دلوں کی باتوں کی خبر دی
جیسے فرمایا: يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ (النساء: 46) (کچھ یہودی کلاموں کو ان کی
جگہ سے پھیرتے ہیں)

اور فرمایا: وَ يَقُولُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ (المجادلة: 8) (اور اپنے دلوں میں کہتے
ہیں)

تو ان چیزوں کو اللہ کے بتائے بغیر نہیں جانا جاسکتا، ثابت ہوا قرآن
کلام اللہ ہے۔

(5) قرآن نے عقائد کا علم دیا جیسا کہ ذات و صفات باری تعالیٰ اور آخرت کے احوال وغیرہ اور بہت امتوں کا قطعی دلائل سے رد کیا، یہ ایسی چیزیں ہیں کہ انسانی عقل یہاں تک پہنچنے سے قاصر ہے اور وحی الہی سے ہی ایسی چیزیں پتہ چل سکتی ہیں تو ثابت ہوا کہ قرآن کلام اللہ ہے۔

(6) قرآن کا حلال و حرام جیسے احکام بیان کرنا اور بلند اخلاق کا ایسا درس دینا جس دنیا و آخرت کی بھلائی ہے، یہ اس کے کلام اللہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔

(7) قرآن کا تغیر و تبدل سے پاک ہونا اس کے کلام اللہ ہونے کی دلیل ہے جیسے ارشاد فرمایا: **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ إِنَّا لَهُ لَحَفِظُونَ (الحجر: 09)** ترجمہ: بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

(8) قرآن کا حفظ کے لیے آسان ہونا اس کے کلام اللہ ہونے کی دلیل ہے جیسے فرمایا: **وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ (القمر: 17)**

(9) قرآن کی کثرت تکرار کے باوجود سامع یا قاری کا اس سے بیزار نہ ہونا، اس کے کلام اللہ ہونے کی دلیل ہے۔

(10) قرآن میں جس طرح کی دعائیں اور دم وغیرہ بیان کیے گئے کہ جن سے تمام امراض و آفات میں شفاء مل جاتی ہے، یہ اس کے کلام اللہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔

سوال 04: ان دس (10) طریقوں سے حضور کی صحت نبوت پر کس طرح استدلال کیا گیا ہے؟

جواب: ان دس (10) صورتوں میں قرآن کے ایسے اوصاف بیان کیے گئے کہ جو اس کے کلام اللہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں جب قرآن کلام اللہ ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا کلام کسی نبی پر ہی نازل فرمائے گا، لہذا ثابت ہوا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہیں۔

النوع الثانی

ان چیزوں کے بارے میں ہے جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک پر ظاہر ہوئی معجزات اور آیت ظاہرہ اور یہ کثیر ہیں اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ معجزات اور آیت ظاہرہ انکی تعداد ایک ہزار ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل اپنے انبیاء کرام علیہم الرضوان کو جتنے معجزات عطا فرمائے ہیں انہی معجزات کی اقسام میں سے ان معجزات سے بہتر معجزات حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں (حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کئے گئے معجزات کی اقسام)

1. حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے چاند کا شق ہونا۔
2. انگلیوں کے درمیان سے پانی کا جاری ہونا۔ 3. تہوڑے کھانے سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بڑی جماعت کو سیر کرنا۔
4. غیب کی خبریں دینا اور ان خبروں کا واقع کے مطابق واقع ہونا۔ 5. کنکری کا آپکی ہتیلی مبارک میں تسبیح کرنا۔ 6. پتھروں کا سلام عرض کرنا۔ 7. درخت کا آپکی بارگاہ میں آکر آپکی نبوت کی گواہی دینا۔ 8. ہرن اور گو کا آپ سے گفتگو کرنا اور آپکی نبوت کی گواہی دینا۔ 9. گدھے اور اونٹنی کا گفتگو کرنا اور نبوت کی گواہی دینا۔ 10. بھڑیا کا آپ کی نبوت کی گواہی دینا۔ 11. کھجور کے درخت کی ٹھنی کا آپکی جدائی کے وقت رونا۔ 12. بچوں کا آپکی نبوت کی گواہی دینا۔ 13. حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ مبارک کو درست کرنا۔
14. اللہ عزوجل کا حضور علیہ السلام کے لئے مردوں کو کو کرنا۔ 15. مردوں کا آپکی رسالت کی گواہی دینا۔ 16. اللہ تبارک و تعالیٰ کا تمام معاملات میں حضور علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمانا۔ مثلاً: سورج کو غروب ہونے کے بعد لوٹانا بارش طلب کرنا وغیرہ

سوال: حضور علیہ السلام کے معجزات کی اقسام زینت قرطاس کریں ؟
جواب: حضور علیہ السلام کے معجزات کی دو قسمیں ہیں۔

(1) جسکو ہم قطعی مانتے ہیں جیسے چاند کا شق ہونا کیونکہ قرآن مجید نے اس معجزے کے واقع ہونے کی صراحت کی ہے اسکے ظاہر

کسی دلیل کی وجہ سے عدول کیا جاسکتا اور اس معجزے کا بیان صحیح احادیث میں بھی آیا ہے اسی طرح انگلیوں کے درمیان سے پانی کا بہنا تھوڑے کہانے سے کثیر افراد کو سیراب کر دینا ان معجزات کو ثقہ راویوں نے روایت کیا ہے اور جم غفیر نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت کیا ہے اور یہ معجزات بڑے مشاہدات اور بڑی محافل میں واقع ہوئے ہیں۔

(2) جن معجزات کے مجموعہ کے قطعی ہونے کا ہم یقین رکھتے ہیں لیکن علیحدہ علیحدہ ان کے قطعی ہونے کا ہم حکم نہیں لگاتے جیسا کہ غیب کی خبریں دینا دعا کا قبول ہونا یہ معجزات حضور علیہ السلام سے کثیر الوقوع ہیں مگر ہم ان معجزات کے مجموعے کے اعتبار سے قطعی ہونے کے قائل ہیں ناکہ فردا فردا۔

(النوع الثالث) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر جو تیسری قسم دلالت کرتی ہے وہ استدلال کرنا ہے ان فضائل اور عمدہ اخلاق سے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے۔ ان فضائل میں سے بعض فضائل یہ ہیں۔

معزز نسب والا ہونا ، خوبصورت چہرہ والا ہونا ، کامل عقل والا ہونا ، سمجھ کی درستگی والا ہونا ، فصیح زبان والا ہونا ، کثیر علم والا ہونا ، کثرت عبادت والا ہونا ، اچھے اخلاق والا ہونا ، بردباری والا ہونا ، صبر والا ہونا ، شکر والا ہونا ، ریاضت والا ہونا ، انصاف والا ہونا ، امانت دار ہونا ، سچا ہونا ، عاجزی والا ہونا ، درگزر کرنے والا ہونا ، پاک دامن ہونا ، سخی ہونا ، بہادر ہونا ، باحیا ہونا ، محبت کرنے والا ہونا ، با عزت ہونا ، با وفا ہونا ، صلح رحمی کرنے والا ہونا ، شفقت فرمانے والا ہونا ، وغیرہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام صفات اور اس کے علاوہ دیگر صفات کے جامع ہیں اور آپ بلند درجات پر فائز ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صفات سے متصف ہونے کو اہل اخبار نے بھی بغیر کسی اختلاف کے نقل کیا ہے اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرے گا اس کے لیے یہ باتیں واضح ہو جائے گی

وَ إِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ (القلم:4)

ترجمہ کنز الایمان

(اور بیشک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے۔)

ابو سفیان کی روم کے بادشاہ ہرقل کے ساتھ حدیث کی طرف نظر کرے۔ یہ صحیح حدیث ہے اور اسکو امام بخاری اور ان کے علاوہ نے روایت کیا ہے حدیث یہ ہے کہ ہرقل نے ابو سفیان سے سوال کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال و اخلاق و نسب کے بارے میں میں۔ تو جب ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی تو ہرقل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو میں آپ کو دیکھنے کے لیے آیا جب میں نے آپ کے چہرے کو دیکھا۔ تو پہچان لیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔

(النوع الرابع) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر جو چوتھی قسم دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ان نشانیوں سے استدلال کرنا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ظاہر ہوئی جیسا کہ آپ کی پیدائش کے وقت نور کا نکلنا ، کسری کے محلات کا ہل جانا ، فارس کی آگ کا بجھ جانا وغیرہ ۔۔۔ ان نشانیوں میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعا کا قبول ہونا بھی کہ انہوں نے دعا کی تھی کہ ۔ اے اللہ! ان دونوں کی اولاد میں نبی کو بھیج : رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ (البقرة:129)

ترجمہ کنز الایمان

(اے رب ہمارے اور تو بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کا ہر عیب سے محفوظ ہونا بھی آپ کے نبی و رسول ہونے پر دلالت کرتا ہے یہاں تک کہ آپ اعلیٰ نسب سے تشریف لائے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (ان اللہ اختار من البشر آدم) الی آخر الحدیث ۔ حضرت علی بن ابوطالب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے نسب میں کوئی بھی زنا والی اولاد نہیں ہے تمام کے تمام نکاح والی اولاد ہے ۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہاتھی والوں کو مکے سے لوٹا دینا اور ان کو ہلاک کر دینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ۔ یہ بھی آپ کی نبوت پر دلالت کرتا ہے ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ﴾ (۱) ﴿أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ﴾ (۲) ﴿وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ﴾ (۳) ﴿تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ﴾ (۴) ﴿فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ﴾ (۵) (الفیل)

ترجمہ کنز الایمان

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا ۔ کیا ان کا داؤں تباہی میں نہ ڈالا۔ اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں بھیجیں ۔ کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے ۔ تو انہیں کر ڈالا جیسے کھائی کھیتی کی پتی۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت جو علامت ظاہر ہوئی ان میں سے ایک علامت حضرت موسیٰ علیہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کا حضور کی بعثت پر اشارہ کرنا ہے: ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ﴾ (العمران: 81)

ترجمہ کنز الایمان

(اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں)

ان علامتوں میں سے ایک علامت وہ بھی ہے جس کا ذکر تورات و انجیل میں موجود ہیں: ﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْنُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ﴾ (الاعراف: 157)

ترجمہ کنز الایمان

(وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں)

حضور کی بعثت کے وقت جو علامت ظاہر ہوئی ان میں سے ایک علامت آسمانوں کی شعلوں کے ذریعے حفاظت کرنا اور شیاطین کو چوری چھپے سننے کرنے سے روکنا ہے۔

وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ (الجن:9)

(اور یہ کہ ہم پہلے آسمان میں سننے کے لیے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے)

ان علامتوں میں سے ایک علامت وہ ہے جس کے بارے میں راہبوں اور پادریوں اور اہل کتاب کے عالموں کی خبریں مترادف ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور آپ کی امت کی صفات اور آپ کے نام اور آپ کی علامات کے بارے میں۔ ان میں سے ایک بحیرہ راہب کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور کے بچپن میں پہچاننا ہے۔ اور جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا ان میں سے زید بن عمرو بن نفیل ہے اور ورقہ بن نوفل ہے اور انکے علاوہ وہ شخص ہے جس نے کتابوں کو پڑھا۔ اور جن لوگوں نے حضور کے ذکر کو متقدمین موحدین کے اشعار میں پایا وہ تبع، اوس بن حارثہ، اور ان کے علاوہ دیگر ہیں۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو جن جادوگروں کے ذریعے بلوایا وہ شق، سطیح، خنافر، سواد اور انکے علاوہ دیگر ہیں۔

(النوع الخامس) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر جو پانچویں قسم دلالت کرتی ہے وہ استدلال کرنا ہے ان نشانیوں سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ظاہر ہوئی اور ان علامتوں میں سے ایک علامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا بقیہ دینوں پر غالب آنا ہے: هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَ دِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (التوبہ:33)

وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے پڑے برا مانیں مشرک ۔

ایک علامت مشرق اور مغرب کا آپ کی امت کے لیے فتح ہونا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (زویت لی الارض فرأیت مشارقها ومغارها وان ملک امتی سیبلغ ما زوی لی منها)

اور تو دیکھ کیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت قیصر و کسریٰ کی بادشاہت پر غالب آئی اور ان کی بڑی بڑی بادشاہت اور کثیر لشکر جرّ سے ختم ہوگئی اور اس پر کوئی ایک بھی طاقت نہیں رکھتا سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے۔۔۔

اور نشانیوں میں سے ایک نشانی روئے زمین پر آپ کے دین کا باقی رہنا ہے اور شریعت کا محفوظ ہونا ہے۔۔۔ اور ان علامتوں میں سے ایک علامت آپ کی امت کا کثیر ہونا اور آپ کے پیروکاروں کا کثیر ہونا اور لوگوں کا آپ کی دین میں گروہ در گروہ داخل ہونا ہے۔ کسی بھی نبی کی امت آپ کی امت کی کثرت کو نہیں پہنچی جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (وانی لارجو ان اکون اکثرهم تابعا یوم القیامہ)

اور ان علامتوں میں سے ایک علامت وہ ہے جو آپ کے اصحاب پر ظاہر ہوئی یعنی برکتیں اور بڑے بڑے علوم ، دین میں سمجھ ، گفتگو میں حکمت ، تقویٰ وغیرہ ۔۔

اور ایک علامت وہ ہے جو آپ کی امت کے نیک لوگوں پر ظاہر ہو یعنی کرامات اور دعاؤں کا قبول ہونا اور اچھے اخلاق والا ہونا ۔۔۔ یہ چیزیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر دلالت کرتی ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں آپ کے معزز ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

سوال : یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کیوں کیا ؟

جواب: یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار حسد کی وجہ سے اور حق کو جھٹلانے کی وجہ سے کیا۔

سوال : بداء کا معنی بیان کریں؟

جواب : ایک چیز کا حکم دینا پھر اس میں غلطی ظاہر ہونے کے بعد دوسری جس چیز کا حکم دینا۔

سوال : یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر کیا اعتراض کیا؟ نیز کتنے طریقوں سے انکے اعتراض کا جواب دیا گیا ہے؟

جواب : یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اعتراض یہ کیا کہ (اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو مان لیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت منسوخ ہو جائے گی اور اس سے بداء کا عقیدہ لازم آئیگا اور اللہ پاک کے لیے بداء کا عقیدہ ماننا جائز نہیں؟

(اس اعتراض کا جواب سات (07) طریقوں سے دیا گیا ہے)

پہلا طریقہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے منسوخ ہونے سے بداء کا عقیدہ لازم نہیں آتا کیونکہ اگر کوئی بادشاہ اپنے غلام کو ایک کام کا حکم دے اور وہ کام پورا کر لے۔ پھر بادشاہ کسی دوسرے کام کا حکم دے تو اس کو کوئی بھی بداء نہیں کہتا تو اسی طریقے سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایک شریعت دی اس کے بعد دوسری شریعت عطا فرمادی تو لہذا اس سے بھی کوئی بداء کا عقیدہ لازم نہیں آتا۔

جیسا کہ انسان پہلے منی تھا پھر اس کے بعد گوشت کا لوٹھڑا ہوا پھر اس کے بعد مختلف حالتوں میں بدلتا رہا۔

جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: (وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍ (12) ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ (13) ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظًا فَكَسَوْنَا الْعِظَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ - فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (14) ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَمَيِّتُونَ (15) ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ تُبْعَثُونَ (16) (المؤمنون)

(اور بیشک ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا۔ پھر اس کو ایک مضبوط ٹھہراؤ میں پانی کی بوند بنایا پھر ہم نے اس پانی کی بوند

کو جما ہوا خون بنادیا پھر جمے ہوئے خون کو گوشت کی بوٹی بنادیا
پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں بنادیا پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت
پہنایا، پھر اسے ایک دوسری صورت بنا دیا تو بڑی برکت والا ہے وہ
اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ پھر اس کے بعد تم ضرور مرنے
والے ہو پھر تم سب قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے)

اسی طرح نباتات کی حالتیں بدلتی رہتی ہیں جیسا کہ اللہ تبارک و
تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعٌ فِي
الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُ ثُمَّ يَهِيْجُ فِتْرَتُهٗ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ
حُطَامًاۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرًا لِاُولٰٓئِی الْاَلْبَابِ (الزمر: 21)

ترجمہ کنز العرفان:

(کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اسے زمین
میں موجود چشموں میں داخل کیا پھر اس سے مختلف رنگوں کی
کھیتی نکالتا ہے پھر وہ کھیتی خشک ہو جاتی ہے تو تو دیکھتا ہے کہ
وہ پیلی پڑ جاتی ہے پھر اللہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے، بیشک اس
میں عقل مندوں کے لئے نصیحت ہے)

اسی طرح دن و رات کا بدلنا، ہر حالت کا اپنی گزشتہ حالت سے
مختلف ہونا، یہ سب اللہ پاک کے ارادے سے ہوتا ہے۔

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: يٰمُحَمَّدُ مَا يَشَاءُ اللّٰهُ وَ يُثَبِّتُ ۖ (الرعد: 39) (اللہ
جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور برقرار رکھتا ہے)

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُوْنَ (الانبیاء: 23) (اللہ سے اس کام کے
متعلق سوال نہیں کیا جاتا جو وہ کرتا ہے اور لوگوں سے سوال کیا
جائے گا۔)

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جس طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی
شریعت نے گزشتہ شریعت کو منسوخ کر دیا جیسا کہ حضرت آدم
علیہ السلام کے زمانے میں ضرورت نسل کی وجہ سے بہن بھائیوں
کا آپس میں نکاح جائز تھا پھر اس کے بعد ختم ہو گیا اسی طریقے
سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت بھی نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی شریعت سے منسوخ ہو گئی --

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دی تو یہودیوں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرنا لازم ہو گیا اور وہ یہودی خود حضور کی بعثت سے پہلے حضور کی خبر دیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: **وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا (البقرة: 89)**

(اور اس سے پہلے یہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں کے خلاف فتح مانگتے تھے)

اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے

اور یہودیوں میں سے کثیر نے اس کا اعتراف کیا ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اسلام لے آئے جیسے عبداللہ بن سلام اور کعب الاحبار اور ان کے علاوہ اور کچھ وہ ہیں کہ جنہیں اسلام لانے سے حسد اور ان پر بدبختی کے فیصلے نے روک دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ الَّذِينَ اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ (انعام پارہ 7)

اور جن کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے سچ اتر رہا ہے

اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہودیوں کی ایمان کو جانتے ہوئے ایمان نہ لانے پر ڈانٹ ڈپٹ کی تو فرمایا

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَ أَنْتُمْ تَشْهَدُونَ (70)

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (آل عمران 71)

ترجمہ کنز الایمان

اے کتابیو اللہ کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو حالانکہ تم خود گواہ ہو۔

اے کتابیو حق میں باطل کیوں ملاتے ہو اور حق کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تمہیں خبر ہے۔

چوتھا طریقہ یہ ہے کہ دین اسلام تمام انبیائے کرام پر ایمان رکھنے کا تقاضہ کرتا ہے اور قرآن ، تورات اور انجیل کی تصدیق بھی کرتا ہے لیکن دین یہودیت بعض انبیاء کرام پر ایمان رکھنے کا تقاضا کرتا ہے اور بعض کے انکار کرنے کا ، کیوں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ تمام انبیاء پر ایمان لانا بعض پر ایمان لانے اور بعض کی تکذیب کرنے سے بہتر ہے اور یہ ہی اللہ کے فرمان کا مطلب ہے

قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (البقرہ: 136)

ترجمہ کنز الایمان: یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم و اسمعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو عطا کئے گئے موسیٰ و عیسیٰ اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں۔

پانچواں طریقہ یہ ہے کہ یہودی، نصرانی اور عربی نے ابراہیم علیہ السلام کی تعظیم پر اتفاق کیا اور دین اسلام وہ دین ابراہیم ہی ہے تو ان پر حضرت ابراہیم کی پیروی کرنا واجب ہو گیا جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ (الحج: 78) (تمہارے باپ ابراہیم کا دین)

(أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَةُ وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ) (65: آل عمران)

ترجمہ کنز العرفان:

اے اہل کتاب! تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو؟ حالانکہ توریت اور انجیل تو اتری ہی ان کے بعد ہے تو کیا تمہیں عقل نہیں ہے؟

تو لہذا ان پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرنا بھی لازم ہو گیا ۔

چھٹا طریقہ یہ ہے کہ جب یہود و نصاریٰ میں سے اہل کتاب نے اپنے دین کو بدل دیا اور اس میں اختلاف کیا اور اللہ کی کتاب میں کچھ کم کر دیا اور کچھ بڑھا دیا اور انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلایا اور اللہ کے ساتھ غیر اللہ کی عبادت کرنے لگے اور اللہ کی طرف اس چیز کو منسوب کیا جو اس کی شان کے لائق نہیں تھا اور اس کی نافرمانی میں حد سے بڑھ گئے یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو ایسا انجام دکھایا کہ ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ اس چیز کو بیان کریں جس میں انہوں نے اختلاف کیا اور ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے۔ جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَقْصُّ عَلَى بَنِي إِسْرَءِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ (النمل: 76)

(بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں ذکر فرماتا ہے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں)

يَا هَلْ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَ يَغْفُوا عَنْ كَثِيرٍ (المائدة: 15)

(اے اہل کتاب! بیشک تمہارے پاس ہمارے رسول تشریف لائے، وہ تم پر بہت سی وہ چیزیں ظاہر فرماتے ہیں جو تم نے (اللہ کی) کتاب سے چھپا ڈالی تھیں اور بہت سی معاف فرما دیتے ہیں)

ساتوں طریقہ یہ ہے کہ اگر یہودیوں کے لئے آخرت میں کوئی سعادت ہوتی تو وہ ضرور موت کی تمنا کرتے تاکہ وہ اس سعادت تک پہنچ جائے حالانکہ انہوں نے موت کی تمنا نہیں کی اور وہ کر بھی نہیں سکتے تو لہذا یہ بات ان کے قول کے باطل ہونے پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: قُلْ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَآءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوْا الْمَوْتَ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ (الجمعة: 6)

ترجمہ کنز العرفان

تم فرماؤ : اے یہودیو! اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ صرف تم اللہ کے دوست ہو دوسرے لوگ نہیں، تو ذرا مرنے کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ (الجمعة: 7)

ترجمہ کنز العرفان

اور وہ کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے اُن اعمال کے سبب جو اُن کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

الفصل الثالث فی الملائکہ

سوال: کیا فرشتے اللہ کے بندے ہیں؟

جواب: جی ہاں

سوال: فرشتوں کا اللہ کے یہاں کیا مقام ہے، نیز فرشتے اللہ کی کون کونسی عبادت کرتے ہیں؟ مع الدلائل بیان کریں

ج: فرشتے اللہ کے نزدیک معزز بندے ہیں اللہ کی عبادت کرتے ہیں،

اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں، اور اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں اور اللہ کریم نے ان کی تعریف بیان فرمائی ہے اپنی کتاب میں: **بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ (الانبیاء: 26)** ترجمہ: بلکہ (فرشتے) عزت والے بندے ہیں۔

وَهُمْ مِّنْ خَشِيَّتِهِ مُشْفِقُونَ (الانبیاء: 28)

ترجمہ:

اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں۔

وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَ لَا يَسْتَحْسِرُونَ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ (الانبیاء: 19-20)

ترجمہ: اور جو اللہ کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں رات اور دن اس کی پاکی بیان کرتے ہیں، وہ سستی نہیں کرتے۔

سوال: فرشتوں کے ذمے میں کیا کیا کام مقرر ہیں؟

جواب: فرشتوں میں سے بعض انبیاء کرام کی طرف پیغام پہنچانے کے لئے لیے مقرر ہیں، بعض روح قبض کرنے پر مقرر ہیں، بعض بنی آدم پر حفاظت کے لئے مقرر ہیں اور بعض ان کے علاوہ پر مقرر ہیں،

سوال: کیا فرشتوں پر ایمان لانا واجب ہے اور اس پر قرآن اور حدیث سے دلیل پیش کریں؟

ج: جی ہاں فرشتوں پر ایمان لانا واجب ہے اس پر قرآن و حدیث سے کثیر دلائل موجود ہیں ان میں سے بعض درج ذیل ہے،

قرآن سے دلیل: (وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا) ترجمہ: اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔

حدیث پاک سے دلیل: اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ شَرِّهِ، وَحُلُوهِ مُرِّهِ (مسلم شریف)

الفصل الرابع فى خلافت راشده

سوال نمبر 01: خلفاء راشدين كے نام تحرير كرتے ہوئے خلفاء راشدين كے بارے ميں اہل سنت كا مذهب بيان كريں ؟

جواب: خلفائے راشدين كے نام:

(1) حضرت ابوبكر صديق رضى الله تعالى عنه

(2) حضرت عمر فاروق اعظم رضى الله تعالى عنه

(3) حضرت عثمان غنى رضى الله تعالى عنه

(4) حضرت على رضى الله تعالى عنه

اور اہلسنت كا ان كے بارے ميں مذهب يہ ہے كہ تمام انبياء كرام اور رسولوں كے بعد لوگوں ميں سب سے افضل خلفائے راشدين ہيں اور فضيلت كے اندر ان كے درجات كے ترتيب وہ ہے جو خلافت كے اندر ان كے درجات كى ترتيب ہے۔

سوال نمبر 2: پہلے خليفہ كون ہے اور ان كى خلافت پر دلائل بيان كريں؟

جواب: پہلے خليفہ حضرت ابوبكر صديق رضى الله تعالى عنه ہيں اور ان كى خلافت پر دلائل درج ذيل ہيں

حضور عليه الصلاة والسلام كے بعد حضرت ابوبكر صديق رضى الله تعالى عنه كى خلافت پر مسلمانوں كا اجماع ہے اور حضور عليه الصلاة والسلام نے حضرت ابوبكر صديق رضى الله تعالى عنه كى خلافت كى طرف اشارہ فرمايا ہے بالخصوص جو آيا ہے حديث صحيح كے اندر وہ حديث پاك حضرت جبير بن مطعم رضى الله تعالى عنه سے روايت ہے اس عورت كے بارے ميں جس سے حضور عليه السلام نے فرمايا كہ اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بكر صديق رضى الله تعالى عنه كے پاس چلى جانا اور حضرت عائشہ صديقه رضى الله تعالى عنه كى حديث پاك ميں ہے كہ حضور عليه الصلاة والسلام نے ارشاد فرمايا (يَأْبَى اللَّهُ وَالْمُسْلِمُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ) ترجمہ: اللہ اور مسلمان ابو بكر صديق رضى الله تعالى عنه كو ہى چاہتے ہى

سوال نمبر 03: دوسرے خلیفہ کون ہے اور ان کی خلافت پر دلائل بیان کریں؟

جواب: دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کے خلافت پر دلائل درج ذیل ہیں اور وہ یہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا اور آپ کی خلافت پر مسلمانوں کا اجماع بھی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے خلافت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو کہ حدیث صحیح کے اندر مذکور ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ اکرام سے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد تم ان دونوں کی پیروی کرنا یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

سوال نمبر 4: تیسرے خلیفہ کون ہے اور ان کے خلافت پر دلیل بیان کریں؟

جواب: تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کے خلافت پر دلائل درج ذیل ہیں

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر مسلمانوں کا اجماع ہے اور آپ کو اس اہل شوریٰ نے مقدم کیا جس کا حکم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعد دیا آپس میں مشورہ کرنے کا پھر آپ کو ظلما شہید کیا گیا اور آپ کو شہید کرنے میں کوئی بھی عزت والا شخص شریک نہیں تھا اور اس کے بارے میں حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک فتنے کا ذکر فرمایا اور فرمایا اس کے اندر اس مظلوم کو شہید کر دیا جائے گا یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

سوال نمبر 5: چوتھے خلیفہ کون ہے اور ان کے خلافت پر دلائل بیان کریں؟

جواب: چوتھے خلیفہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو شرافت اور فضیلت کے جامع ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

قریبی رشتہ دار ہیں اور زہد اور تقویٰ والے ہیں اور اسلام میں سبقت لے جانے والے ہیں اور بہت بہادر ہیں
آپ کی خلافت پر دلائل درج ذیل ہیں

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کی خلافت پر مسلمانوں کا اجماع ہے اور وہ مسلمان آپ کے امر اور نہی کے تحت داخل ہیں اور جو اس کے بعد فتنے پیدا ہوئے اور ان میں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان جو معاملہ ہوا ہے وہ بھی ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطائے اجتہادی پر تھے اور اس کے بارے میں سکوت بہتر ہے

سوال نمبر 6: اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کون لوگ مراد ہے؟

جواب: اہل بیت سے مراد حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات اور آپ کی اولادیں اور آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں اور ہر وہ شخص جس پر صدقہ حرام ہیں وہ بھی اہل بیت میں شامل ہیں

سوال نمبر 7: تمام اہل بیت اور تمام صحابہ کرام کی فضیلت پر قرآن سے دلائل بیان کریں؟

جواب: ان کی فضیلت پر قرآن وحدیث میں کثیر دلائل موجود ہیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں

(1) اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (33: الاحزاب)

ترجمہ: اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب صاف ستھرا کر دے

(2) مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ اَشِدَّاءُ عَلٰى الْكٰفِرِيْنَ رَحِمًاۢ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا (29: الفتح)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر
سخت ، آپس میں نرم دل ہیں ۔ تُو انہیں رکوع کرتے ہوئے ، سجدے
کرتے ہوئے دیکھے گا ، اللہ کا فضل و رضا چاہتے ہیں